جلد ۴۹/۱۴ ‖ ۱۶ نبوت ۱۳۳۹ ہش ‖ ۱۶ نومبر ۱۹۶۰ء ‖ نمبر ۲۶۴

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ربوہ

ربوہ ۱۵ر نومبر بوقت ۹ بجے صبح

کل حضور ایدہ اللہ کی طبیعت نسبتاً بہتر رہی۔ اس وقت بھی طبیعت اچھی ہے۔

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ و عاجلہ اور درازیٔ عمر کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں ٭

بھارت نے پاکستان سے نہری پانی کے معاہدے کی توثیق کر دی

"میں اور صدر ایوب تصفیہ کشمیر کے خواہاں ہیں" ۔ بھارتی وزیر اعظم پنڈت نہرو کا بیان

نئی دہلی ۱۵ر نومبر۔ بھارت نے پاکستان سے اپنے نہری معاہدے کی توثیق کر دی ہے۔ اس امر کا اعلان کل وزیر اعظم پنڈت نہرو نے پارلیمنٹ کے ایوان زیریں میں کیا۔ بجلی اور آبپاشی کے وزیر حافظ محمد ابراہیم نے معاہدے کے بارے میں ایک بیان پارلیمنٹ میں پیش کیا۔ پرجا سوشلسٹ پارٹی کے لیڈر مسٹر اشوک مہتہ نے ایوان میں پوائنٹ آف آرڈر اٹھاتے ہوئے کہا کہ پارلیمنٹ کی منظوری کے بغیر حکومت کو مالی معاہدے کرنے کا کوئی اختیار نہیں۔ سپیکر نے اپنا رولنگ دیتے ہوئے کہا حکومت پارلیمنٹ کی منظوری کے بغیر معاہدے کر سکتی ہے۔ لیکن وہ پارلیمنٹ کی منظوری حاصل کئے بغیر اجتماعی فنڈ میں رقم نہیں دے سکتی۔ رقم کی منظوری حاصل کرنے کے لئے حکومت کو ایوان میں ایک تصرف بل پیش کرنا چاہیئے۔ جس پر بحث کے دوران پارلیمنٹ کا ہر رکن اپنے اعتراضات پیش کر سکتا ہے۔

ایک سوال کے جواب میں پنڈت نہرو نے لوک سبھا میں کہا۔ میری اور صدر ایوب دونوں کی دلی خواہش ہے کہ کشمیر کا مسئلہ حل ہو جائے آپ نے کہا میرے اور صدر ایوب کے درمیان مسئلہ کشمیر پر دوستانہ طریق سے بات چیت ہوئی ہے۔ اگرچہ اس بات چیت کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ تاہم ہم دونوں نے خواہش ظاہر کی ہے کہ کشمیر کا مسئلہ حل ہو جائے ٭

صدر محمد ایوب خاں ۴ دسمبر کو انڈونیشیا پہنچیں گے

انڈونیشیا سے صدر پاکستان ۱۲ دسمبر کو جاپان روانہ ہونگے

جاکرتہ ۱۵ نومبر۔ صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں آئندہ ماہ کے اوائل میں جب انڈونیشیا کے آٹھ روزہ دورہ پر آئیں گے۔ تو وہ وسطی جاوا میں انڈونیشیا کی سب سے بڑی گاجامادا یونیورسٹی کے طلباء کے سامنے ایک اہم تقریر کریں گے۔ صدر پاکستان جاوا ٭ اور جزیرہ بالی میں تاریخی مقامات بھی دیکھیں گے حکومتوں کے سربراہوں کے استقبال کے لئے سرکاری کمیٹی نے صدر پاکستان کے دورے کا جو پروگرام مرتب کیا ہے۔ اس کے مطابق صدر ایوب خاں اپنی پارٹی کے نو افراد کے ہمراہ ۴ دسمبر کی سہ پہر کو جاکرتہ کے ہوائی اڈے پر پہنچیں گے۔ جہاں صدر سکارنو کابینہ کے وزراء فوجوں کے سربراہ اور سفیر صدر پاکستان کے استقبال کے لئے موجود ہوں گے۔ صدر پاکستان آٹھ روزہ دورہ مکمل کرنے کے بعد ۱۲ر دسمبر کو انڈونیشیا سے جاپان روانہ ہو جائیں گے۔

غربا کی امداد کیلئے چندہ کی اپیل

دوست اپنے غریب بھائیوں کی خدمت کر کے ثواب کمائیں

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی ربوہ

سردیاں زور پکڑ رہی ہیں اور موسم جلد جلد بدل رہا ہے۔ اس موسم میں غرباء کی ضروریات لازماً کافی بڑھ جاتی ہیں کیونکہ ایک تو بعض نئے رضائیاں وغیرہ بنانی ہوتی ہیں۔ دوسرے گرم کپڑوں کی ضرورت ہوتی ہے اور تیسرے خوراک کا خرچ بھی بڑھ جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ربوہ کے غرباء پر جلسہ کے مہمانوں کی وجہ سے بھی کسی قدر زائد بوجھ پڑ جاتا ہے۔ پس جماعت کے صاحب توفیق اصحاب کو چاہیئے کہ اس موقعہ پر اپنے غریب بھائیوں کی امداد کر کے ثواب کمائیں۔ اسلام نے امیروں کی دولت میں غریبوں کا بھی حق رکھا ہے بلکہ ایک حدیث میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امیروں کو مخاطب کر کے یہاں تک فرماتے ہیں کہ شائد خدا تمہیں غریبوں کی وجہ سے ہی زیادہ رزق دے رہا ہے کہ اس طرح غریبوں کی بھی امداد ہو جائے۔ اور تمہیں بھی ثواب کا موقعہ میسر آجائے۔

پس دوستوں کو چاہیئے کہ اس خدمت کو غنیمت جانیں۔ سارا روپیہ ربوہ میں آنا ضروری نہیں کچھ روپیہ اپنے آس پاس کے غریبوں کی امداد میں خرچ کیا جائے۔ اور کچھ ربوہ بھجوایا جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے دلوں میں فراخی پیدا کرے۔ آمین

خاکسار: مرزا بشیر احمد ربوہ ۱۴/۱۱/۶۰

دعوتِ ولیمہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۱۴ر نومبر ۱۹۶۰ء بروز دوشنبہ بعد نماز مغرب اپنے فرزند صاحبزادہ مرزا حنیف احمد صاحب سلمہ اللہ کی دعوتِ ولیمہ کا اہتمام فرمایا۔ ان کی شادی مورخہ ۱۲ر نومبر ۱۹۶۰ء کو طاہرہ بیگم صاحبہ سلمہا بنت محترم جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کے ہمراہ ہوئی ہے۔ یہ دعوت صاحبزادی امۃ النصیر بیگم صاحبہ بیگم مکرم پیر معین الدین صاحب کے مکان پر ترتیب دی گئی تھی۔ اس میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی، حضرت مرزا شریف احمد صاحب مدظلہ، حضرت مرزا ناصر احمد صاحب حضرت مرزا عزیز احمد صاحب نیز خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دیگر افراد، صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے بعض ناظر و وکلاء، اصحاب محلہ جات کے بعض صدر صاحبان اور دیگر احباب شریک ہوئے۔ دعوت طعام کے اختتام پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے اجتماعی دعا کرائی۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں بزرگ خاندانوں نیز اسلام اور احمدیت کے لئے ہر طرح خیر و برکت کا موجب بنائے آمین

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا
ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے ایل ایل بی

جلسہ سالانہ ۱۹۳۸ھ کے موقع پر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے بعض اہم ارشادات

"الفضل اور سلسلہ کے دوسرے رسائل کی خریداری بڑھانے کی تحریک اور بعض ضروری ہدایات

جماعت کے ہر فرد کو الفضل کا خریدار بننے کی کوشش کرنی چاہیئے"

فرمودہ ۲۷/ دسمبر ۱۹۳۸ء بمقام قادیان

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے آج سے ۲۲ سال قبل ۱۹۳۸ء کے جلسہ سالانہ پر ۲۷/ دسمبر کو اپنی تقریر میں الفضل اور سلسلہ کے دوسرے اخبارات و رسائل کی خریداری بڑھانے کی طرف دوستوں کو خاص طور پر توجہ دلائی تھی اور اس ضمن میں عملۂ الفضل کو بھی حضور نے اپنی قیمتی ہدایات سے نوازا تھا۔ یہ تقریر ابھی تک شائع نہیں ہوئی تھی اب اس تقریر کا ابتدائی حصہ اس غرض کے لئے شائع کیا جا رہا ہے کہ احباب کو سلسلہ کے اخبارات کی خریداری بڑھانے کی طرف توجہ پیدا ہو۔ یہ تقریر صیغہ زودنویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:-

آج سب سے پہلے میں دوستوں کو سلسلہ کے ساتھ تعلق رکھنے والے بعض اخبارات اور رسائل کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ سلسلۂ احمدیہ کی طرف سے شائع ہونے والے اخبارات میں سے

سب سے مقدم الفضل ہے

مگر مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہماری جماعت اخبارات اور لٹریچر کی اشاعت کی طرف اتنی متوجہ نہیں جتنا متوجہ ہونے کی ضرورت ہے۔ اتنی وسیع جماعت میں جو سارے ہندوستان میں پھیلی ہوئی ہے اور جس کی سینکڑوں انجمنیں ہیں صرف دو ہزار کے قریب الفضل کی خریداری ہے حالانکہ اتنی وسیع جماعت میں الفضل کی اشاعت کم از کم پانچ سات ہزار ہونی چاہیئے

ایک علمی اور مذہبی جماعت میں "الفضل" کی اس قدر کم خریداری بہت ہی افسوسناک ہے

یورپ میں لوگوں کو اخبارات پڑھنے کی اتنی عادت ہوتی ہے کہ ایک آدمی دو دو تین تین اخبارات ضرور خریدتا ہے حتیٰ کہ غریب مزدور کے ہاتھ میں بھی ایک دو اخبار ضرور ہونگے۔ مگر ہمارے آدمی اسوقت تک اخبار خریدنے کے لئے تیار نہیں ہوتے جب تک اس کا ہر مضمون انکی دلچسپی کا موجب نہ ہو۔ اور اگر کوئی خریدتا بھی ہے تو وہ پڑھ کر کہہ دیتا ہے کہ ایک دو مضمون ہی اچھے ہیں باقی اخبار میں تو کوئی کام کی بات ہی نہیں۔ گویا انکے نزدیک اخبار شروع سے لیکر آخر تک انکی مرضی کے مطابق ہونا چاہیئے۔ حالانکہ ولایت میں میں نے دیکھا ہے۔ لوگ اخبار خریدینگے اور اس میں سے کوئی ایک خبر اپنے مذاق کی پڑھ لیں گے۔ مثلاً فلاں جگہ گھوڑدوڑ ہے۔ لوگوں کو اتنے بجے پہنچ جانا چاہیئے اور پھر یہ خبر پڑھتے ہی اخبار پھینک دیں گے۔ اسی طرح جاتے جاتے ریل میں یا ٹرام میں ہر شخص اخبار خریدے گا اور پھر گھوڑدوڑ یا کرکٹ کے میچ کی خبر پڑھ کر یا گھوڑدوڑ اور کرکٹ کے میچ کے نتیجہ پر نظر ڈال کر اخبار چھوڑ دیں گے۔ یہی عورتوں کا حال ہے وہ بھی اخبار خریدتی ہیں اور سوسائٹی میں گپ شپ کے لئے کسی پارٹی کی خبر ہوئی تو وہ پڑھ لیتی ہیں یا کوئی شادی کی خبر ہوئی تو وہ دیکھ لیتی ہیں اسی طرح موت کی خبر پڑھ لیتی ہیں اور باقی اخبار کو دیکھتی بھی نہیں۔ اسکے مقابلہ میں جو سیاسی آدمی ہیں وہ صرف سیاسی خبریں پڑھتے ہیں اور باقی اخبار چھوڑ دیتے ہیں۔ اور اگر کوئی ایسا شخص ہو جسے اور کوئی ضروری کام نہ ہو تو وہ مضمون پڑھنے لگ جاتا ہے لیکن ہمارے لوگ اس بات کے عادی ہیں کہ ایک آنہ میں سے جبتک وہ پانچ پیسے کی خبریں نہ نکال لیں ان کی تسلی ہی نہیں ہوتی

انکی مثال ایسی ہی ہے

جیسے ہمارے ہاں ایک جاہل شخص ہوا کرتا تھا۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اسکے بہت پیچھے پڑے رہتے تھے کہ تو نمازیں پڑھا کر اور آپ چاہتے تھے کہ اسے کچھ نہ کچھ دین کی واقفیت ہو جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک بہت پرانا خادم تھا اس کا وہ بھتیجا تھا۔ ایک دفعہ وہ بازار سے آدھ آنے کا گھی لایا جو بلا کھا گیا اسے پتہ لگا تو اس پر جنون سوار ہو گیا اور وہ لٹھ لیکر بلے کے پیچھے پیچھے بھاگا یہاں تک کہ اس لٹھ سے اس نے بلے کو مارا اور چھری سے اس کا پیٹ چاک کر کے اسکی انتڑیوں میں سے گھی نچوڑ کر رکھ لیا۔ کسی نے پوچھا کہ سناؤ گھی مل گیا وہ کہنے لگا۔ آدھ سیر کی بجائے دس چھٹانک گھی نکلا ہے۔ ہمارے یہ دوست بھی اخبارات سے دس چھٹانک گھی ہی نکالنا چاہتے ہیں۔ اور خواہش رکھتے ہیں کہ ایک آنہ خرچ کر کے انہیں پانچ پیسے کی خبریں مل جایا کریں۔ حالانکہ اگر کسی کو علم کی ایک بات بھی اخبار سے مل جاتی ہے تو اسے سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اس کی قیمت اسے وصول ہو گئی۔ بلکہ ایک بات کیا اگر کام کی اسے ایک سطر بھی مل جاتی ہے تو اسے سمجھنا چاہیئے کہ ایک آنہ کی اس کے مقابلہ میں حیثیت ہی کیا ہے۔

پھر ریویو آف ریلیجنز وہ رسالہ ہے

جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ خواہش ظاہر فرمائی تھی۔ کہ اس کے دس ہزار خریدار ہوں۔ یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہم ایک دفعہ بھی اب تک حضرت

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس خواہش کو پورا نہیں کر سکے

ہمارے جلسہ سالانہ پر ہی بیس ہزار آدمی آ جاتے ہیں۔ اور اگر سب دوست اسکی خریداری کی طرف توجہ کریں تو دس ہزار خریدار ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں۔ مگر افسوس ہے کہ ہماری جماعت کو ابھی تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس خواہش کو پورا کرنے کی توفیق نہیں ملی۔ میں سمجھتا ہوں اگر غیر احمدیوں میں اس رسالہ کی کثرت سے اشاعت کی جائے تو دس ہزار خریدار یقیناً میسر آ سکتا ہے۔ کیونکہ اس رسالہ میں ایسے علمی مضامین شائع ہوتے ہیں جو عام طور پر دوسرے رسالوں کو میسر نہیں آتے۔

انگریزی دان طبقہ کے لئے تو یہ ضروری ہے کہ وہ اس رسالہ کو کثرت سے خریدے لیکن وہ دوست جو انگریزی نہیں جانتے وہ بھی اگر شادی بیاہ کے موقع پر ریویو آف ریلیجنز کی امداد کے لئے کچھ دے دیا کریں تو ان پر کچھ زیادہ بار نہیں ہو سکتا۔ لوگ شادیوں کے موقع پر صدقہ و خیرات کیا کرتے ہیں اور جو لوگ صدقہ و خیرات نہیں کرتے وہ بھی میراثیوں اور ڈوموں کو جب وہ مبارکباد دینے کے لئے آتے ہیں تو کئی روپے تقسیم کر دیتے ہیں

ایسے موقعوں پر اگر بجائے میراثیوں اور ڈوموں

کو روپیہ دینے کے تین چار

انگریزوں اعلم دوست غیر احمدیوں کے نام سال یا چھ چھ ماہ کے لئے رسالہ جاری کرا دیا جائے۔ اور جتنے عرصہ تک رسالہ جاری رہے گا۔ اتنا عرصہ تک وہ ثواب حاصل کرتے رہیں گے۔ اگر کسی کو زیادہ توفیق نہ ہو تو وہ تین ماہ کے لئے ہی رسالہ جاری کرا دے۔ اگر اس کے تین چار روپوں سے تین چار مہینے مسلسل اسلام کی تعلیم لوگوں کے کانوں تک پہنچتی رہے۔ تو وہ خود ہی سمجھ سکتا ہے کہ یہ روپیہ خرچ کرنا اس کے لئے کیسا مفید اور بابرکت ہوگا۔ ڈوموں

اور میراثیوں کی مدد کرنا تو اخلاقاً اور شرعاً کوئی پسندیدہ بات نہیں۔ کیونکہ ایسا شخص اپنے روپے سے گانے اور ناچنے کو قائم رکھتا ہے۔ لیکن ایسے رسالہ کی مدد کرنا جو ممالک غیر میں تبلیغ اسلام کا کام دے رہا ہو۔ بہت بڑے ثواب کی بات ہے۔ کیونکہ اس طرح خدا تعالیٰ کے دین کو مدد ملتی ہے؛ اسی طرح

"البشریٰ" ایک نہایت ہی اہم رسالہ ہے

اور وہ اس علاقہ سے نکلتا ہے۔ جس کے ہم پر اس قدر عظیم الشان احسانات ہیں کہ اگر ہماری کھال ادھیڑ کر بھی اس کے کپڑے بنا دیئے جائیں۔ تب بھی ان کے احسانات کا بدلہ ہم نہیں اتار سکتے۔ یہ عربوں کی قربانی ہی تھی کہ جس نے ہمیں اسلام سے روشناس کرایا۔ پس اگر ہم عرب کے لوگوں تک احمدیت پہنچا دیں۔ تو یہ ہمارا ان پر کوئی احسان نہیں ہوگا بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اگر ہم اپنی تمام جائدادیں عربوں کے لئے وقف کر دیں۔ اور اپنے اموال ان کی خاطر قربان کر دیں۔ تب بھی ان کا احسان نہیں اتر سکتا۔ کیونکہ انہوں نے روحانی انعام سے ہمیں مالا مال کیا۔ اور ہم جو کچھ دیں گے۔ وہ جسمانی ہوگا۔ لیکن اب خدا نے ہمیں موقعہ دیا ہے۔ کہ ہم ان کو اسی طرح روحانی انعامات سے بہرہ یاب کریں جس طرح انہوں نے ہمیں روحانی انعامات دیئے۔ ان کے باپ دادوں نے ہم کو اسلام دیا تھا۔ اب ہمارا فرض ہے کہ ہم انہیں احمدیت سکھائیں۔ اور اس طرح اُس احسان کا بدلہ دیں۔ جو انہوں نے اسلام کی اشاعت کی صورت میں ہم پر کیا۔

پس خدا نے ہمیں احمدیت دیکر وہ ذریعہ عطا فرمایا ہے جو کسی اور قوم کو حاصل نہیں۔ اور ہمارا فرض ہے کہ اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان میں اشاعت احمدیت پر زور دیں۔ اور کم از کم اس رسالہ کی اشاعت کو بکثرت بڑھائیں۔ جو عرب ممالک میں احمدیت کی آواز پہنچانے کے لئے ہماری جماعت کی طرف سے شائع کیا جاتا ہے۔

اب میں تفصیلی طور پر

اخبارات کے متعلق

کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں اخبار "الفضل" کو چلانے میں عملہ پر بہت بڑی ذمہ واری عائد ہوتی ہے۔ اور چونکہ وہ صدر انجمن احمدیہ کے ماتحت ہے۔ اس لئے صدر انجمن احمدیہ پر بھی بہت بڑی ذمہ واری عائد ہوتی ہے۔ میں نے متواتر توجہ دلائی ہے کہ آجکل تجارتی زمانہ ہے۔ اور اخبار کو تجارتی لائنوں پر چلنا چاہیئے۔ مگر باوجود اس کے کہ میں نے بار بار توجہ دلائی ہے۔ اخبار چلانے کے لئے تجارتی رنگ اختیار نہیں کیا جاتا اور میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ جب تک تجارتی لائن اختیار نہیں کی جائے گی۔ اس وقت تک اخبار والوں کو کامیابی نہیں ہوگی۔ میں نے یورپ کے اخبار نویسوں کو دیکھا ہے۔ ان کو خبریں جمع کرنے کی اتنی حرص ہوتی ہے۔ کہ بسا اوقات جن کا معاملہ ہوتا ہے۔ انہیں اتنی خبر نہیں ہوتی۔ جتنی اخبار والوں کو ہوتی ہے۔ وہ بے شک بعض دفعہ جب ان کی قوم کا فائدہ ہو۔ تو جھوٹ بھی بول لیتے ہیں۔ مگر بالعموم سچائی سے کام لیتے ہیں۔ اور خبریں جمع کرنے کے لئے انتہائی جدو جہد کرتے ہیں۔

میں جب ولایت گیا

تو باوجودیکہ ہماری جماعت ایک مذہبی جماعت ہے۔ پھر بھی ہر اخبار کا نمائندہ ہمارے پاس آتا اور کرید کرید کر ہم سے حالات پوچھتا ہم برائٹن گئے۔ تو اس وقت اخبار کے نمائندے ہمارے ساتھ تھے۔ پیرس گئے تو وہاں موجود تھے۔ غرض دن رات ان اخبارات کے ایڈیٹر ہمارے حالات معلوم کرنے کے لئے پھرتے رہتے اور وہ کوئی معمولی آدمی نہیں ہوتے بلکہ وہ ہمارے اخبار کے ایڈیٹروں سے دس دس بیس بیس گنا زیادہ تنخواہ لینے والے ہوتے ہیں اسی طرح

الفضل کا بھی کام ہے

کہ وہ سلسلہ کی خبریں جمع کرنے میں زیادہ مستعدی سے کام لے۔ پھر میں جو خطبے پڑھتا ہوں۔ اگر ان خطبوں کو ذہانت سے پڑھا جاتا ہو۔ تو ہر شخص جانتا ہوگا کہ ہمیشہ میرا ایک خطبہ لمبا ہوتا ہے اور ایک چھوٹا ہوتا ہے۔ جس طرح باری کا بخار ایک روز زیادہ زور سے چڑھتا ہے۔ اور ایک روز کم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ہمیشہ میرا ایک خطبہ لمبا ہوگا اور ایک چھوٹا۔ اگر پہلے کسی کے ذہن میں یہ بات نہیں آئی۔ تو وہ اب جا کر "الفضل" کا فائل کھول کر دیکھ لے۔ ہمیشہ اسے یہی دکھائی دے گا۔ کہ میرا ایک خطبہ لمبا ہے اور ایک چھوٹا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک زود نویس تو میرا خطبہ صحیح طور پر لکھتا ہے اور ایک زود نویس ایسا ہے۔ جو میرے الفاظ چھوڑتا چلا جاتا ہے۔ اور بھی مکمل خطبہ نہیں لکھتا۔ دوست اگر چاہیں تو اب واپسی پر اپنے گھروں میں جا کر مقابلہ کر لیں ہمیشہ دو خطبوں میں انہیں نمایاں فرق نظر آئے گا۔ اور باقاعدہ ایک خطبہ لمبا ہوگا اور ایک چھوٹا بلکہ بعض دفعہ میں نے دیکھا ہے۔ جس خطبہ پر میں نے دس منٹ کم خرچ کئے ہوتے ہیں وہ لمبا ہوتا ہے۔ اور جس خطبہ پر میں نے زیادہ وقت صرف کیا ہوتا ہے۔ وہ چھوٹا ہوتا ہے۔

اس کی وجہ یہی ہے

کہ ایک خطبہ نویس ایسا ہے جسے لکھنے کی قابلیت نہیں ہر شخص زود نویس نہیں ہو سکتا۔ ممکن ہے وہ ایڈیٹر ہو مگر زود نویس نہ ہو۔ مگر باوجودیکہ میں سالہا سال سے اس طرف توجہ دلا رہا ہوں کوئی توجہ نہیں کی جاتی۔ اور ہر پانچویں چھٹے خطبہ پر مجھے اس قسم کے نوٹ لکھنے پڑتے ہیں کہ خطبہ یہاں سے حذف ہو گیا ہے۔ یا یہ بات اپنے پاس سے لکھ دی گئی ہے۔ یہ باتیں ایسی ہیں کہ لازمی طور پر ان کا خریداری پر اثر پڑتا ہے میں نے اپنا تجربہ اس وقت دوستوں کو بتا دیا ہے ممکن ہے باہر کی جماعتوں کو اس کا علم نہ ہو۔ لیکن اگر وہ چاہیں تو اب گذشتہ خطبے نکال کر دیکھ سکتے ہیں۔ بغیر کسی فرق کے برابر ایک خطبہ لمبا ہوگا اور ایک چھوٹا۔ ممکن ہے کوئی ایک خطبہ ایسا بھی نکل آئے۔ جو اس مختصر نویسی کے زمانہ میں میں نے خاص طور پر بہت زیادہ لمبا دیا ہو۔ اور وہ چھوٹا دکھائی نہ دے۔ لیکن عام طور پر باقاعدہ میرا ایک خطبہ بڑا ہوتا ہے۔ اور ایک چھوٹا۔ یہی بے توجہی باقی کاموں میں بھی ہے۔ حالانکہ روزانہ اخبار بھی چل سکتے ہیں جب وہ روزانہ ضرورتوں کو مہیا کریں۔ اسی طرح مضامین کے متعلق میں نے متواتر توجہ دلائی ہے کہ ان میں

تنوع ہونا چاہیئے

اور سارا اخبار ہی دینی مضامین سے نہیں بھرنا چاہیئے مگر اس طرف بھی کوئی توجہ نہیں کی جاتی۔ اگر ہم سارا دن نمازیں نہیں پڑھتے رہتے بلکہ اور بھی بیسیوں کام کرتے ہیں۔ تو سارے اخبار میں دینی مضامین ہی اگر ہوں۔ تو وہ کب لوگوں کے لئے دلچسپی کا موجب بن سکتے ہیں۔ قرآن کریم کو بھی دیکھ لو۔ اس میں صرف خدا اور اس کے رسولوں کا ہی ذکر نہیں بلکہ کہیں پانیوں کا ذکر ہے کہیں بادلوں کا ذکر ہے۔ کہیں ہواؤں کا ذکر ہے۔ کہیں زمین کی حرکتوں کا ذکر ہے۔ کہیں حیوانات کا ذکر ہے۔ کہیں لڑائیوں کا ذکر ہے کہیں سیاسیات کا ذکر ہے۔ غرض مختلف قسم کے اذکار اس میں پائے جاتے ہیں۔ مگر کیا الفضل قرآن سے بھی زیادہ پاکیزہ ہے کہ اگر وہ علمی اور تاریخی اور اقتصادی اور صنعتی مضامین لکھے تو اس کی زبان صاف نہیں رہے گی۔ میں نے بارہا توجہ دلائی ہے کہ

مضامین میں تنوع پیدا کرو

علمی اور تاریخی مضامین لکھو۔ مختلف عنوانات پر مختصر نوٹ لکھو اس طرح تعلیمی، صنعتی، مذہبی اور اقتصادی مضامین لکھو۔ مختلف اقوام میں جو رسوم پائی جاتی ہیں۔ ان پر وقتاً فوقتاً روشنی ڈالو غیر مذاہب کے حالات لکھو۔ دلچسپ خبریں شائع کرو۔ اور ان کے دوران میں مذہبی مضامین بھی لکھو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تمہاری کونین شکر میں لپٹی ہوئی ہوگی۔ اور ہر کوئی شوق سے اسے کھانے کے لئے تیار رہے گا۔ مگر باوجود اس کے کہ میں نے ایک دو دفعہ نہیں بارہا اس طرف توجہ دلائی ہے۔ اور

متواتر توجہ دلائی ہے

کبھی میرے توجہ دلانے کے مطابق عمل نہیں ہوا میں نے یہ توجہ براہ راست عملہ کو بھی دلائی ہے۔ اور بڑوں کو بھی اس طرف متوجہ کیا ہے مگر ہمیشہ "مرغ کی ایک ٹانگ والا" معاملہ رہتا ہے۔ کوئی ہمت ہی نہیں کرتا کہ اس مرغ کی دوسری ٹانگ نکلے۔ میں تو سمجھا ہی سکتا تھا سو میں نے چھوٹوں کو بھی سمجھا دیا۔ اور بڑوں کو بھی سمجھا دیا۔ میں نے افسروں کو بھی کہا کہ اگر

ان تجاویز پر عمل

نہیں ہوگا۔ تو ہمت ہی کر دو۔ مگر افسر یہی کہ انہیں ہمت کرنا بھی نہیں آتا۔ حالانکہ یہ اخبار یقیناً ایسا دلچسپ بنایا جا سکتا ہے کہ باوجود روزانہ ہونے کے اور باوجود دینی ضرورتوں کو پورا کرنے کے ہماری دنیوی ضرورتوں کو بھی پورا کر سکتا ہے۔ بلکہ میں تو اس بات کا قائل ہوں۔ کہ اگر

الفضل والے ہمت کریں

تو روزانہ خبریں بھی جمع کر سکتے ہیں

مگر اس کے لئے پوری محنت کی ضرورت ہے درحقیقت روزانہ اخبار کا کام بہت بڑا کام ہوتا ہے اور اسے وہی شخص برداشت کر سکتا ہے جو

زندگی کی تمام لذتوں

کو چھوڑنے کے لئے تیار ہو جائے۔ یورپ کے اخبار والوں کو تو کام کی اتنی کثرت ہوتی ہے کہ انہیں دیکھ کر یوں معلوم ہوتا ہے گویا وہ پاگل ہیں۔ میں جب ولایت گیا تو میں نے چاہا کہ ایک مشہور اخبار نویس سے ملوں۔ میں نے اپنے اس ارادہ کا ایک دوست سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ مسٹر میکڈانلڈ وزیر اعظم برطانیہ کے ساتھ آپ آسانی سے ملاقات کر سکتے ہیں لیکن اس اخبار نویس سے آپ کا ملاقات کرنا مشکل ہے۔ کیونکہ بعض دفعہ کئی کئی مہینے لوگ اس کی شکل نہیں دیکھتے۔ وہ جسے ہماری پنجابی میں پچ مارنا کہتے ہیں وہ اخبار نویس کی حالت ہوتی ہے اور اس کے لئے بہت بڑی

محنت اور بہت بڑی عقل کی ضرورت

ہوتی ہے۔ اسے کسی خبر کے سنتے ہی منٹوں میں یہ فیصلہ کرنا چاہیئے کہ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے اور اس کی نظر کو ایک ایک خبر پر یوں تیرتے چلے جانا چاہیئے جیسے بحری جانور سمندر کی لہروں پہ اپنا سر اٹھاتے چلے جاتے ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں کہ پچھلے دو تین سال سے "الفضل" کے مضامین میں کچھ تنوع پایا جاتا ہے۔ مگر اس میں زیادہ تر کچھ مجلس انصار سلطان القلم کا دخل ہے جو میاں بشیر احمد صاحب نے بنائی تھی اور کچھ اس میں میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ کے مضامین کا حصہ ہے۔ چنانچہ چند دن ہوئے مجھے ایک شدید متکبر عالم کا خط آیا جس میں اس نے لکھا ہے کہ اب ایک دو سال سے یہ اخبار دلچسپ ہو گیا ہے اور اس کے

مضامین میں کسی حد تک تنوّع

پیدا ہو گیا ہے۔ مگر پھر بھی جس حد تک اسے بڑھایا جا سکتا اور اس کے ذریعہ اپنی جماعت کو دوسرے اخبارات سے مستغنی کیا جا سکتا ہے۔ وہ بات ابھی اس میں پیدا نہیں ہوئی

اشتہارات کے متعلق

بھی میں دیکھتا ہوں کہ پوری توجہ نہیں کی جاتی۔ حالانکہ اس سے بھی اخبار کو بہت کچھ مدد ملتی ہے۔ اور اس کی وجہ یہی ہے کہ صحیح ذریعہ اختیار نہیں کیا جاتا۔ دنیا کی ہر اخبار کو اچھے اشتہار مل جاتے ہیں مگر ہمارے الفضل میں سوائے مخصوص امراض کی دوائیوں کے اور کوئی اشتہار ہی نہیں ہوتا۔ گویا تمام لوگ دنیا میں اب ابھی بیماریوں کے ہی مریض ہیں۔ میں تو اس سے اتنا تنگ آ گیا ہوں کہ اب میں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ آئندہ ایسا کوئی اشتہار اخبار میں چھپنے نہیں دوں گا۔ چنانچہ آج میں اعلان کرتا ہوں کہ آئندہ کے لئے ہمارے اخبار میں اس قسم کا کوئی اشتہار نہیں نکلنا چاہیئے۔ دنیا میں بیماریوں کی کمی نہیں کئی ایسی بیماریاں ہیں جو نہایت خطرناک ہوتی ہیں۔ اگر ان بیماریوں کے متعلق اپنی مجرّب دوائی لوگوں کے سامنے پیش کی جائے تو اس میں کوئی ہرج نہیں اور اگر اس قسم کی مخصوص بیماریوں کے متعلق ہی کوئی اشتہار دینا ہو تو یہ لکھا جا سکتا ہے کہ ہمارے ہاں ہر قسم کی دوائیں تیار ہیں۔ ضرورت مند فہرست منگوا کر دیکھ لیں۔

یورپین اخبارات میں

بھی یہی طریق ہوتا ہے۔ وہ صرف اتنا لکھ دیتے ہیں کہ ہمارے ہاں بعض چیزیں دایہ گری وغیرہ کے متعلق ہیں جو لوگ تفصیل معلوم کرنا چاہیں وہ خط لکھ کر ہم سے فہرست منگوا لیں۔ پھر جب انہیں کوئی خط لکھتا ہے تو وہ فہرست بھیج دیتے ہیں۔ اسی رنگ میں ہمارے اخبار میں بھی اس قسم کے اشتہارات شائع ہونے چاہئیں اور انہیں صرف یہ لکھ دینا چاہیئے کہ ہمارے ہاں ہر قسم کی ادویات موجود ہیں۔ دوستوں کو چاہیئے کہ وہ ہم سے فہرست منگوا لیں مگر

میں سمجھتا ہوں

کہ ایسی دوائیاں ہمیشہ ہسٹریا والے منگوایا کرتے ہیں اور ان کے لئے کسی لمبے چوڑے اشتہار کی ضرورت نہیں ہوتی۔ صرف اتنا لکھنا ہی ان کے لئے کافی ہوتا ہے کہ ایک مسیحا پیدا ہو گیا ہے اس سے دوائی منگوا کر تجربہ کرو۔ ایسے لوگوں کو سچے مسیح کا ماننا تو مشکل نظر آتا ہے لیکن اگر انہیں کہہ دیا جائے کہ فلاں مسیحائے وقت ہے جس کی دوائیں بڑی زود اثر ہیں تو وہ فوراً اس کی طرف خط لکھ دیں گے پس اس قسم کا مزاج رکھنے والوں کے لئے کسی اشتہار کی ضرورت نہیں صرف ایک اشارہ ہی کافی ہے وہ فوراً فہرست منگوا لیں گے اور مشتہرین کی دوائیاں بک جائیں گی۔ لیکن میں نہیں سمجھتا دنیا میں یہی ایک مرض رہ گیا ہے جس کے علاج کی لوگوں کو ضرورت ہے۔ بہتیرے ایسے امراض ہیں جن میں اکثر لوگ مبتلا رہتے ہیں۔ اور جن کے صحیح علاج کے وہ واقعی محتاج ہوتے ہیں۔ مگر صحیح علاج انہیں میسر نہیں آتا۔ ہمارے ملک میں

کھانسی کی عام شکایت

پائی جاتی ہے۔ اسی طرح سل دق ایک عام مرض ہے جو ہندوستان میں پایا جاتا ہے اسی طرح انتڑیوں کے کئی امراض ہیں جن میں لوگ مبتلا رہتے ہیں۔ بواسیر ایک ایسا مرض ہے جس کے کثرت سے مریض ہمارے ملک میں پائے جاتے ہیں بلکہ میں نے ڈاکٹروں سے سنا ہے وہ کہتے ہیں۔ ہندوستان میں ساٹھ فیصدی بواسیر کے مریض ہیں۔ اسی طرح کثرت سے مرض پیچش کے مریض ہمارے ہاں نظر آتے ہیں۔ چونکہ گھی لوگوں کو کم ملتا ہے اس لئے ان کی انتڑیوں میں چکناہٹ نہیں رہتی جس کی وجہ سے انتڑیوں میں مستقل طور پر خراش پیدا ہو جاتی ہے اور

پیچش کا مرض

مزمن صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اسی طرح بعض دفعہ کام کی کثرت کی وجہ سے امراض مزمن ہو جاتی ہیں۔ اور بعض دفعہ سستی اور غفلت کی وجہ سے یعنی یا تو ایسا ہوتا ہے کہ بیماری محسوس بھی ہوتی ہے مگر چونکہ کام کی کثرت ہوتی ہے اس لئے انسان بیماری کی طرف توجہ نہیں کرتا جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بیماری جڑ پکڑ جاتی ہے۔ اور یا پھر سستی کی وجہ سے انسان مرض کو بڑھا لیتا ہے۔ تیماردار سرہانے بیٹھا ہے اور کہہ رہا ہے دوائی پی لو۔ مگر مریض ہے کہ دوائی پینے کا نام ہی نہیں لیتا۔ بہرحال کسی نہ کسی وجہ سے امراض مزمن ہو جاتی ہیں۔ اگر ایسی امراض کے مجرّب علاج دنیا کو بتلائے جائیں تو یقیناً اس میں لوگوں کا فائدہ ہے۔ اسی طرح دانتوں کی کئی بیماریاں ہیں۔ جگر کی کئی بیماریاں ہیں۔ طحال کی کئی بیماریاں ہیں ان امراض کے اگر مجرّب نسخے شائع کئے جائیں اور کسی

مفید دوائی کا اشتہار

بھی دیدیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہوتا۔ اسی طرح صنعت و حرفت کی کئی چیزیں ہیں جن کے اشتہارات الفضل میں شائع ہو سکتے ہیں۔ مگر وہ چیزیں جن کا اشتہار لوگوں کے لئے مفید ہو سکتا ہے اس طرف تو توجہ نہیں کی جاتی اور مخصوص امراض کی دوائیوں کے اشتہارات دھڑا دھڑ شائع ہوتے رہتے ہیں۔ اسی طرح عدالتوں کے اشتہارات بھی مل سکتے ہیں بشرطیکہ یہ لوگ وہ طریق اختیار کریں جو اخبار نویس اختیار کیا کرتے ہیں۔

ہمارا مقابلہ اس وقت کسی ایک قوم یا ایک ملک سے نہیں بلکہ ساری دنیا سے ہے۔ اس لئے

ہمیں ہمیشہ یہ دیکھتے رہنا چاہیئے

کہ عیسائی کیا کر رہے ہیں۔ یہودی کیا کر رہے ہیں اور کس رنگ میں وہ اسلام اور مسلمانوں کے مقابلہ کی تیاری کر رہے ہیں تا جماعت ان مفاسد کی اصلاح کرتی رہے۔ جو ان کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ مگر اس کے لئے اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ روزانہ اخبارات کا مطالعہ کیا جائے اور ان میں سے ایسی خبریں نکال کر جلد سے جلد جماعت کے سامنے رکھی جائیں تا جماعت کو اپنے فرائض کا احساس رہے۔ اگر الفضل والے ان ہدایات کے مطابق کام کریں اور محنت اور توجہ سے کام لیں تو نہ صرف اخبار دلچسپ ہو جائے گا بلکہ جماعت کے دوستوں میں بھی مسابقت کی روح پیدا ہو جائے۔ اور وہ کوشش کرتے رہیں کہ دوسری قوموں سے بڑھ کر رہیں۔ پس میں

دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں

کہ وہ سلسلہ کے اخبارات خریدیں اور کوشش کریں کہ ان کا مذاق علمی ہو جائے۔ میں نے دیکھا ہے جو لوگ سلسلہ کے اخبارات نہیں خریدتے ان کے بچے احمدیت کی تعلیم سے بالکل ناواقف رہتے ہیں۔ پس دوستوں کو چاہیئے کہ وہ اخبارات اور رسالے ضرور خریدیں۔ بلکہ جو ان پڑھ ہیں وہ بھی لیں اور کسی پڑھے لکھے سے روزانہ تھوڑا تھوڑا سنتے رہا کریں تا کہ ان کی علمی ترقی ہو۔ اور سلسلہ کے حالات سے وہ باخبر رہیں۔

درخواست دعا

میری ہمشیرہ عرصہ چار روز سے سخت بیمار ہیں۔ دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

(محمد احسن ابن چوہدری محمد حسین صاحب ۱۳۶ مین بازار گوالمنڈی۔ لاہور)

واقفین کی ضرورت

وقف جدید انجمن احمدیہ کو ایسے مخلص واقفین کی ضرورت ہے جو کشمیری یا پشتو زبان سے واقفیت رکھتے ہوں۔ اسلام کے شیدائی ہوں اور اس راہ میں ہر قسم کی مشکلات برداشت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ دینی علوم سے شغف اور واجبی واقفیت رکھتے ہوں۔ دیہاتی جماعتوں کی اسلامی رنگ میں تربیت کرنے کے اہل ہوں۔ اور مالی مشکلات کے باوجود نادارى۔ فروتنی اور برداشت کے ساتھ اپنے عہدوں کو نبھانے کی طاقت رکھتے ہوں جزاھم اللہ احسن الجزاء

(ناظم تعلیم وقف جدید انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

فرنکفورٹ (مغربی جرمنی) میں تبلیغ اسلام

عربی اور دینیات کی کلاسوں کا اجراء مختلف ممالک کے معززین سے ملاقاتیں

ہمارے جرمن نو مسلم بھائی اور مبلغ اسلام مکرم مسٹر عبدالشکور صاحب کنزے کا مکتوب

مرسلہ وکالت تبشیر ربوہ

تبلیغ اسلام کا کام فرنکفورٹ (جرمنی) میں خدا تعالےٰ کے فضل سے باحسن طریق جاری ہے۔ گیارہ ستمبر کو مسجد فرنکفورٹ کی سالگرہ منائی گئی بحسن اتفاق سے تقریب میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی روز تھی۔ اس موقعہ پر قریباً ڈیڑھ صد مہمان تشریف لائے اور ایک نوجوان نے اسلام قبول کیا۔

ہم نے نو مسلموں کے لئے مسجد میں دینیات کی کلاسیں شروع کر دی ہیں جن میں اسلام کے متعلق بنیادی معلومات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ اسی طرح فقہی مسائل اور قرآن و حدیث کے بارہ میں بھی ضروری معلومات دی جاتی ہیں تقریباً بیس احباب اس کلاس میں حصّہ لیتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ عربی کی کلاسیں بھی جاری ہیں جن میں نو مسلم عربی کے اسباق سیکھتے ہیں۔ غیر ممالک سے جرمن آنے والے مسلم طلبہ کے لئے جرمنی زبان سیکھنے کی خاطر ایک کلاس جاری کر دی گئی ہے۔ ان کلاسوں میں تعلیم دینے کا کام بھی طلبہ ہی کے سپرد ہے۔

تیرہ ستمبر کو ہماری مسجد ٹیلیویژن پر بھی دکھائی گئی جس میں اناؤنسر نے یہ اعلان بھی کیا کہ اس مسجد کی پہلی سالگرہ منائی گئی ہے۔

دس ستمبر کو تاریخ اور مذہب کی بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں شرکت کرنے کا موقعہ ملا اور وہاں پر میں نے متعدد مستشرقین سے ملاقاتیں کیں اور ان کو جماعت کی مختلف النوع دینی سرگرمیوں سے آگاہ کیا۔ خصوصاً ان سرگرمیوں سے جو جرمنی میں ہو رہی ہیں۔

پادری "منٹگمری واٹ" جو ریڈنبرا یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں اور اسلام پر مختلف کتابیں لکھ چکے ہیں۔ ان سے ملاقات کا موقعہ ملا۔ اور احمدیت سے متعلق ان سے گفتگو بھی ہوئی۔ انہوں نے اپنے زمانہ طالب علمی کے ایک احمدی دوست کا ذکر کیا جس کی وجہ سے انہیں اسلام میں دلچسپی پیدا ہوئی۔ اسی طرح قاہرہ کے ایک علم دوست ڈاکٹر آئی۔ ایم حسینی سے بھی ملاقات ہوئی جو مکرم جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کے شاگرد ہیں اور اپنے استاد کا ذکر بڑے احترام سے کرتے رہے۔ بعد میں وہ ہماری مسجد میں بھی تشریف لائے اسی طرح کانگرس کے اور بعض چیدہ چیدہ نمائندگان سے تعارف حاصل ہوا جس سے انشاء اللہ آئندہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کی جائیگی

پروفیسر "ہولٹ" نے اسی کانگرس میں مہدی سوڈانی کے متعلق ایک لیکچر دیا میں نے انہیں قادیان کے مہدیؑ کے متعلق بھی معلومات بہم پہنچائیں۔ انہوں نے مجھ سے لٹریچر مانگا اور اگلی بین الاقوامی کانگرس میں قادیان میں آنے والے مہدیؑ کے متعلق لیکچر دینے کا وعدہ کیا۔ اسی طرح اسی کانگرس میں امرتسر کے ایک سکھ دوست مسٹر موہن سنگھ نے اپنے لیکچر میں احمدیت کا ذکر کیا۔ ان کے لیکچر میں یہ بات بہت دلچسپ تھی کہ انہوں نے حضرت بابا نانک رحؒ کے متعلق اس امر کا اظہار کیا کہ آپؒ کئی بار حج کے لئے مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور وہاں کئی برس مقیم بھی رہے اور جس کفن میں آپؒ کو دفن کیا گیا اس پر قرآن کریم کی بہت سی آیات لکھی ہوئی تھیں۔

ڈاکٹر سدرودھا کرشن سے جو ہندوستان کے نائب صدر بھی ہیں ملاقات کا موقعہ ملا۔ اسی طرح شہنشاہ جاپان کے بھائی شہزادہ "می کاسہ" سے بھی تعارف ہوا۔ میں نے انہیں مسجد آنے کی دعوت دی مگر اپنی مصروفیات کی وجہ سے وہ نہ آسکے۔ عرب کے ایک شہزادہ سے بھی ملاقات ہوئی مجھے انہوں نے اپنی ایک دعوت پر بھی بلایا میں نے انہیں احمدیت کی ان تبلیغی سرگرمیوں سے آگاہ کیا جو ہمارے مبلغین ممالک بیرون میں اسلام پھیلانے کی خاطر کر رہے ہیں۔ اسی طرح مصر، شام، امریکہ، غانا اور پاکستان سے آئے ہوئے بعض مسلمانوں سے بھی ملاقاتیں ہوئیں۔

احباب دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری کوششوں میں برکت ڈالے اور دین اسلام جلد از جلد اکناف عالم میں پھیل جائے۔ آمین

مساجد ممالک بیرون کیلئے ایک نیک مثال

مساجد ممالک بیرون کی تعمیر کے لئے جہاں افراد میں نیک جذبہ ترقی پذیر ہے۔ وہاں ہماری مجالس اور لجنات بھی ایک دوسرے سے آگے بڑھنے میں کوشاں ہیں۔ چنانچہ محوکہ ضلع سرگودھا کی لجنہ نے ممالک بیرون میں ایک مسجد جو ابھی زیر تجویز ہے کے لئے مبلغ -/۱۸۴ روپے کا عطیہ ارسال فرمایا ہے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء فی الدارین خیراً۔

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کی اس مسابقت کی روح کو آئندہ مزید ترقیوں کے لئے پیش خیمہ بنائے۔ اور اس میں حصہ لینے والی تمام بہنوں کو اپنے خاص فضلوں سے نوازتا رہے۔ آمین

(وکیل المال تحریک جدید)

جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ ۱۹۶۰ء

مورخہ ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۹۶۰ء کو

ربوہ میں منعقد ہوگا

احباب جماعت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ حسب سابق امسال بھی مورخہ ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر کو بمقام ربوہ منعقد ہوگا انشاء اللہ تعالےٰ۔

(ناظر اصلاح وارشاد)

تقریب شادی

عزیزم ملک محمد احمد صاحب خلف ملک صدیق احمد صاحب آف دیپالپور ضلع منٹگمری کی شادی خانہ آبادی کی تقریب مورخہ ۱۲/۱۱/۶۰ کو عمل میں آئی ان کا نکاح ملک عبدالرحمٰن صاحب کارکن صدر انجمن احمدیہ کی دختر سے قرار پایا ہے بزرگان سلسلہ اور دیگر احباب جماعت کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ وہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس شادی کو فریقین کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت بنائے۔ آمین ثم آمین

(ملک منور احمد فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ربوہ)

ولادت:- برادرم محمد سعید صاحب ابن مکرم مولوی محمد حسین صاحب مربی ربوہ کو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۱۱/۱۱/۶۰ کو دوسری بچی عطا فرمائی ہے احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ نومولودہ کو لمبی صحت والی عمر عطا کرے اور خادم دین بنائے۔

(سردار محمد کاتب الفضل ربوہ)

ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے نئے صدر۔ جان فٹز جیرالڈ کینیڈی

امریکی عوام نے تاریخ میں پہلی مرتبہ ایک کیتھولک کو اپنا صدر منتخب کیا ہے۔ ڈیموکریٹک مسٹر جان کینیڈی امریکہ کے ۳۵ ویں اور سب سے کم عمر صدر ہوں گے۔ ان کی عمر ۴۳ سال ہے۔

"زیادہ معقول، کم جذباتی، زیادہ لچکدار، جامد نظریات میں کم یقین کرنے والا، سوچنے سمجھنے کی زیادہ صلاحیت سے بہرہ ور، منفی رجحانات کا کم شکار" یہ ہیں وہ صفات جن کے پیش نظر امریکہ کے مقتدر اخبار نیویارک ٹائمز نے ۱۹۴۸ء کے بعد پہلی مرتبہ صدارتی انتخاب میں ...... ڈیموکریٹک امیدوار مسٹر جان فٹز جیرالڈ کینیڈی کی حمایت کا فیصلہ صادر کیا۔

صدارتی انتخاب کی مہم میں مسٹر جان ایف کینیڈی کی روز افزوں مقبولیت و حمایت سے متأثر ہو کر ایک اخباری رپورٹر نے کہا۔ "یہ شخص اب کس بات کے لئے تگ و دو کر رہا ہے۔ جب اس کی کامیابی اتنی یقینی ہے تو اب وہ کیوں گھر جا کر آرام نہیں کرتا؟"

لیکن جواں ہمت کینیڈی نے اس کا یہ جواب دیا۔ "ہم ایک لمحہ کے لئے بھی آرام نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ہماری خوش فہمی نکسن کی فتح و کامرانی کی وجہ بن سکتی ہے۔"

صدارت کے ڈیموکریٹک امیدوار امریکہ کے ایک ارب سے زیادہ امیر و متمول خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ ان کے والد جو کینیڈی "وال سٹریٹ کے نواب" کے نام سے مشہور ہیں خود مسٹر جان ایف کینیڈی بھی بالغ ہونے کے ساتھ امریکہ کے لکھ پتیوں کی صف میں شامل ہو گئے تھے۔ ان کے والد اگرچہ دولت مند ہونے کے باعث رجعت پسند طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کے لئے صحیح جگہ ری پبلکن پارٹی ہی تھی لیکن وہ ڈیموکریٹک رہنما فرینکلن روزویلٹ کے بڑے مداح اور مددگار تھے اور ان کے زمانہ صدارت میں دوسری عالمگیر جنگ سے پہلے لنڈن میں امریکی سفیر بھی مقرر ہوئے۔ لیکن جب جنگ میں مسٹر روزویلٹ نے برطانیہ کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا تو وہ اپنے صدر کی پالیسی سے اختلاف کرتے ہوئے سفارت سے مستعفی ہو گئے۔ اس طرح ان کے صاحبزادے جان ایف کینیڈی نے ایسے ماحول میں پرورش پائی کہ ان کے باثر والد کے سیاسی رجحانات متزلزل تھے اور ان کے گھر میں ہر وقت ہر طبقہ کے ممتاز اور سرکردہ لوگوں کا ہجوم رہتا تھا۔ اس زمانہ میں نوجوان کینیڈی کی اصل دلچسپی مطالعہ سے تھی۔ کینیڈی نے کیتھولک ہونے کے باوجود اپنے بیٹے جان کو ایک غیر مذہبی سکول میں تعلیم دلائی۔

سکول کے بعد وہ ہارورڈ یونیورسٹی گئے اور پھر لنڈن کے مشہور سکول آف اکنامکس میں داخل ہوئے۔ دوسری جنگ میں جان کینیڈی نے بحریہ میں سروس کی۔ پھر وہ کچھ عرصہ اخباری رپورٹر بھی رہے اور اسی زمانہ میں انہیں قومی اور بین الاقوامی معاملات اور معاشی مسائل سے کافی آگاہی ہوئی۔

سیاست میں

مسٹر جان ایف کینیڈی نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز ۲۹ سال کی عمر میں ایوان نمائندگان کے رکن بننے سے کیا۔ ابتدا میں وہ اپنے والد ہی کی طرح بیک وقت قدامت پسند اور روشن خیال تھے۔ یعنی وہ اپنے انتخابی حلقے بوسٹن کے سب سے غریب طبقے کے لوگوں کے مسائل کی حمایت میں ووٹ ڈالتے رہے۔ اہم قومی اور بین الاقوامی مسائل میں ان کی دلچسپی برائے نام ہوتی تھی۔ ان کا زیادہ وقت اعلیٰ عہدوں کی تلاش میں بسر ہوتا تھا۔ وہ اجلاس سے غیر حاضر رہنے میں بدنامی کی حد تک مشہور تھے اور جب کبھی رائے شماری کی نوبت آتی نوجوان جان ایف کینیڈی اکثر اجلاس سے غیر حاضر پائے جاتے۔ البتہ ان کی یہ شہرت ضرور تھی کہ جب کسی اہم مسئلہ میں وہ دلچسپی لیتے تو اس کے وسیع پہلوؤں کا بھی وسیع مطالعہ و جائزہ کا اہتمام کرتے اور ووٹ دینے میں عقلمندی کے ساتھ جرأت کا مظاہرہ کرتے۔ اگرچہ نظریاتی طور پر وہ بین الاقوامیت کے حامی تھے۔ لیکن ایک مرتبہ محض بول لائے ظاہر کرنے پر انہیں سابق صدر ٹرومین کی ڈانٹ برداشت کرنی پڑی کہ انہوں نے مغربی یورپ اور مشرق وسطیٰ کی مالی امداد کم کرنے کی کیوں حمایت کی ہے۔ مسٹر کینیڈی کا خیال یہ تھا کہ ان ممالک کو اپنی معاشی بحالی و تعمیر کے لئے صرف امریکی امداد پر تکیہ نہیں کرنا چاہیئے۔

صدارت کے امیدوار

مسٹر کینیڈی ۱۹۵۲ء میں امریکی سینیٹ کے رکن منتخب ہوئے اور ۱۹۵۶ء میں انہوں نے مسٹر ایڈلائی سٹیونسن کے ساتھ نائب صدارت کا امیدوار بھی بننے کی کوشش کی لیکن وہ ڈیموکریٹک کنونشن میں محض ۳۸ ووٹوں کی کمی کے باعث نائب صدارت کے امیدوار بننے سے رہ گئے۔ اسی زمانہ میں ان کے بعض معتمد ساتھیوں نے یہ اعلان کر دیا کہ مسٹر کینیڈی ۱۹۶۰ء میں ڈیموکریٹک پارٹی کی طرف سے صدارتی امیدوار نامزد ہونے کی کوشش کریں گے۔ مسٹر کینیڈی نے باقاعدہ طور پر ستمبر ۱۹۵۹ء میں اس خواہش کا اظہار کیا۔ وہ مذہباً کیتھولک ہیں۔ اور اس فرقہ کے پیروکار کے لئے صدر منتخب ہونا قریب قریب ناممکن سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اپنی پارٹی میں نامزدگی کی جنگ میں کامیابی کے ساتھ انہوں نے یہ حقیقت واضح کر دی کہ کیتھولک بھی صدر منتخب ہو سکتا ہے۔ نامزد ہونے کے بعد انہوں نے جنوبی ریاستوں کی حمایت حاصل کرنے کے لئے ٹیکساس کے لنڈن جانسن کو نائب صدارت کا امیدوار بنوایا۔ اس طرح انہیں یہ توقع ہو گئی کہ جہاں وہ خود شمال کی روشن خیال آبادی کے ووٹ حاصل کریں گے وہاں مسٹر جانسن کی بدولت انہیں جنوب کے قدامت پسند لوگوں کے بھی ووٹ مل جائیں گے۔ ڈیموکریٹک پارٹی کے سابق امیدوار صدارت مسٹر سٹیونسن اور بھارت میں سابق امریکی سفیر مسٹر جسٹر باؤلز ان کی حمایت کر رہے ہیں اور اس بات کی عام توقع ظاہر کی جا رہی ہے کہ مسٹر کینیڈی کی کامیابی کی صورت میں ...... ان دونوں میں سے کسی ایک کو وزیر خارجہ مقرر کیا جائے گا۔ چنانچہ جب کبھی وہ امریکہ کے خارجہ معاملات پر اظہار رائے کرتے ہیں۔ وہ ان دونوں سے صلاح مشورہ ضرور کرتے ہیں۔ مسٹر کینیڈی کی طرف سے نیگرو آبادی کا ووٹ حاصل کرنے کی کوشش بھی کافی کامیاب ثابت ہوئی۔ ان کے حریف نکسن کے نائب مسٹر کیبٹ لاج نے پہلے کسی نیگرو کو وزیر بنانے کی پیشکش کر کے پھر اس کی تاویل کے لئے جو حربے اختیار کئے اس سے بھی نیگرو آبادی ری پبلکن پارٹی سے کچھ بدظن ہو گئی۔

سیاسی نظریات

مسٹر کینیڈی نے اپنے سیاسی خیالات کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا ہے "میں جس سیاست کا علمبردار ہوں اس کا مطلب دلیل و برہان کی حکمرانی ہے" معاشی معاملات میں اپنی روشن خیالی کی وہ اس طرح توجیہہ کرتے رہے ہیں "میرے نزدیک عقلمندی کا یہ تقاضا ہے کہ ہم تھوڑی آمدنی والے لوگوں کی رہائش کم از کم اجرت اور سکولوں کی حالت بہتر بنانے کے لئے ٹھوس کوشش کریں۔ عقل مجھے یہی سمجھاتی ہے کہ ہم ان معاملات کو ان کے اپنے حال پر نہ چھوڑیں۔"

انتخابی مہم کے دوران میں وہ نوجوانوں بلکہ عورتوں میں بہت مقبول تھے۔ ایک ریاست کے گورنر نے ان کے بارے میں کہا۔ "لوگ کینیڈی کو مسیحا سمجھتے ہیں۔ امریکی تاریخ میں کسی شخصیت بشمول روزویلٹ کو ایسی مسحور کن حیثیت حاصل نہیں ہوئی۔" ایک نامہ نگار نے یوں تبصرہ کیا۔ "لوگ کینیڈی کی کسی خاص بات سے مسحور نہیں ہوتے۔ وہ کوئی بات کہے لوگ تحسین کے نعرے بلند کرنے لگتے ہیں"

درخواستہائے دعا

(۱) میرے والد صاحب کی آنکھوں کا اپریشن ہوا ہے احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ کامل شفایابی عطا فرمائے۔ آمین۔ (استانی ارشاد بیگم گوجرہ شہر)

(۲) میری اہلیہ صاحبہ کئی دن سے بہت بیمار ہیں۔ فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ ابھی تک کوئی افاقہ نہیں ہوا۔ درویشان قادیان اور احباب جماعت کی خدمت میں صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (عبدالمنان کالا گڑھی)

(۳) میری اہلیہ عرصہ ڈھائی ماہ سے سخت بیمار ہے۔ احباب جماعت اور بزرگان سلسلہ سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے جلد از جلد شفائے کاملہ عطا فرمائے۔ آمین (محمد اسمٰعیل سابق ملازم لنگر خانہ۔ قادیان)

(۴) میری والدہ محترمہ اہلیہ ملک نواب الدین صاحب رضی اللہ عنہ سابق پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ الودود بعارضہ کینسر عرصہ سے بیمار ہیں۔ اب بیماری شدت اختیار کر رہی ہے اور کمزوری بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ میری بیوی بھی بیمار ہے۔ میں خود بھی بیمار ہوں۔ صحابہ کرام۔ درویشان قادیان اور بزرگان سلسلہ سے درد مند دل سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ صحت دے اور ہماری مشکلات دور فرمائے آمین۔ (صلاح الدین خالد)

(۵) میری ہمشیرہ ثریا بیگم عزیزہ بعارضہ کھانسی و بخار بیمار چلی آتی ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ صحت عطا فرمائے۔ آمین (امۃ الرشید بیگم عزیزہ محلہ رام گڑھ۔ لاہور)

(۶) مکرم مولوی ظفر اسلام صاحب ریٹائرڈ اسسٹنٹ بیت المال ایک عرصہ سے بیمار ہیں آجکل تکلیف زیادہ ہے احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور تمام مشکلات دور کرے۔ آمین۔

وصایا

ذیل کی وصایا منظوری سے قبل شائع کی جا رہی ہیں۔ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو ضروری تفصیل کے ساتھ مطلع فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

نمبر ۱۵۸۵۴ میں نذیرہ بیگم زوجہ بشیر الدین صاحب عباسی قوم عباسی پیشہ خانہ داری عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۶/۱۲-C لالوکھیت کراچی ۱۹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲ ستمبر ۱۹۶۰ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے۔

(۱) میرا حق مہر بذمہ خاوند مبلغ ایکہزار/۱۰۰۰ روپیہ ہے (۲) میرا زیور بتفصیل ذیل ہے کانٹے دو جوڑی طلائی وزنی ۱½ تولہ انگوٹھی طلائی دو عدد وزنی ½ تولہ کل وزن ۲ تولہ قیمت دو سو پچاس روپے اس کے علاوہ میری اور جائیداد کوئی نہیں ہے۔

میں اپنے حق مہر اور زیورات کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اگر اس کے بعد میں کوئی اور جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع سیکرٹری صاحب مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے بعد میری جسقدر جائیداد ہوگی۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ ایسی رقم یا جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

فقط ۱۲ ستمبر سنہ ۶۰ء ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

الامۃ نذیرہ بیگم

گواہ شد بشیر الدین عباسی سیکرٹری مجلس عاملہ جماعت احمدیہ کراچی خاوند موصیہ

گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری

وصایا احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن کراچی۔

نمبر ۱۵۸۵۵ میں امتیاز بی بی بیوہ نواز خاں مرحوم قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ایک سو پندرہ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۹ء ساکن ۲-۹/۵-C لالوکھیت سکندر آباد کالونی کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰ جولائی ۱۹۶۰ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد حسب ذیل ہے (۱) میرا حق مہر مبلغ اڑھائی سو روپیہ تھا وہ میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا تھا میرا خاوند قریباً ۵۸ سال ہو گئے ہیں کہ وہ فوت ہو گئے تھے۔ اس لئے مجھے کوئی رقم وصول نہیں ہوئی تھی۔ میں محنت مزدوری کر کے اپنا اور اپنے بچوں کا گزارہ کرتی رہی۔ اب میرے بچے جوان ہو گئے ہیں۔ میں پیرسنی کی حالت میں ایسی کوئی کام کر نہیں سکتی ہوں۔ (۲) میرا زیور چاندی کی چوڑیاں چھ عدد وزن ۲۰ تولہ قیمت ۴۰/- روپے کی ہیں میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر میں اس کے بعد کوئی اور جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے بعد میری جسقدر جائیداد ثابت ہوگی۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔

فقط ۱۰ جولائی ۱۹۶۰ء ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

الامۃ نشان انگوٹھا مسماۃ امتیاز بی بی

گواہ شد۔ عبداللہ خان صاحب پسر موصیہ ۲-۹/۵-C لالوکھیت سکندر آباد کالونی کراچی

گواہ شد۔ شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن کراچی

نمبر ۱۵۸۵۶:- میں مستری محمد صادق ولد غلام محمد قوم راجپوت شیخو پیشہ صنعت عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ہڈیارہ ڈاکخانہ خاص ضلع لاہور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم ستمبر سنہ ۱۹۶۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں۔ میرا گزارہ صنعت پر ہے۔ جس سے مجھے ایک صد روپیہ ماہوار ملتے ہیں۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ وصیت کرتا ہوں کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ وصیت کی مد میں کر دوں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ اسی طرح اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع بھی مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اس جائیداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

العبد:- مستری محمد صادق ولد غلام محمد ۱/۹/۶۰

گواہ شد:- مستری بشیر احمد بقلم خود برادر حقیقی یکم ستمبر سنہ ۱۹۶۰ء

گواہ شد:- صوبیدار حمید احمد صدر جماعت احمدیہ ہڈیارہ بقلم خود ۱/۹/۶۰

اعلان ولادت

برادرم عبدالوحید صاحب پراچہ ابن مکرم میاں عبدالرحیم صاحب پراچہ آف ملتان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۵/۱۱/۶۰ کو بیٹی بچی عطا فرمائی ہے۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو لمبی صحت والی عمر عطا کرے اور خادمہ دین بنائے۔

(مرزا محمد لطیف کراچی)

نوٹ:- اس خوشی میں مکرم پراچہ صاحب موصوف نے مبلغ ۵/- روپے بطور اعانت الفضل ارسال کئے ہیں۔

(مینیجر الفضل)

درخواست دعا

خاکسار کی بھانجی عزیزہ زاہدہ بنت برادرم مکرم نجیب اللہ خان صاحب جو کہ قریباً پچیس ۲۵ چھبیس ۲۶ روز سے بعارضہ بخار بیمار چلی آرہی ہے کہ تا حال کوئی افاقہ نہیں ہوا۔ اب ہم نے عزیزہ کو مشن ہسپتال لائلپور میں داخل کیا ہے۔ بزرگان سلسلہ درویشان قادیان اور دیگر احباب جماعت کی خدمت میں عزیزہ کی جلد از جلد کامل و عاجل صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(ناصر احمد (باجوہ) دفتر پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴